اسلام اور سلام

از: مولانا عبداللطیف قاسمی
استاذ جامعہ غیث الہدیٰ بنگلور

دنیا کی تمام متمدن ومہذب قوموں میں ملاقات کے وقت پیار ومحبت، جذبۂ اکرام وخیراندیشی کا اظہار کرنے اور مخاطب کو مانوس ومسرور کرنے کے لیے کوئی خاص کلمہ کہنے کا رواج ہے، ہمارے ملک میں ہمارے برادران وطن ملاقات کے وقت ''نمستے'' کہتے ہیں، اس نام نہاد ترقی یافتہ زمانہ میں Good Morning /Good Night اور بعض روشن خیال حضرات ''صبح بخیر''، ''شب بخیر'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قبل از اسلام عرب کی عادت تھی، کہ جب وہ آپس میں ملاقات کرتے تو ایک دوسرے کو ''حَيَّاكَ اللّٰهُ'' (اللہ تم کو زندہ رکھے) ''أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا'' (اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھ کو ٹھنڈا کرے) ''أَنْعِمْ صَبَاحًا'' (تمہاری صبح خوش گوار ہو) وغیرہ الفاظ استعمال کیا کرتے تھے، جب ہم لوگ جاہلیت کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آگئے تو ہمیں اس کی ممانعت کردی گئی، یعنی اس کے بجائے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کی تعلیم دی گئی، جس کے معنی ہیں ''تم ہر تکلیف اور رنج ومصیبت سے سلامت رہو'' ابن العربیؒ نے احکام القرآن میں فرمایا: لفظ ''سلام'' اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے اور ''السلام علیکم'' کے معنی ہیں ''اللہ رقیب علیکم'' اللہ تمہارا محافظ ہے (مستفاد از معارف القرآن ۲/۵۰۱)

سلام کی جامعیت ومعنویت:

سلام نہایت جامع دعائیہ کلمہ ہے کہ یہ کلمہ پیار ومحبت اور اکرام کے اظہار کے لیے بہترین لفظ ہے اور اس کی کئی معنوی خصوصیات ہیں:

(۱)　سلام اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے۔ (بخاری ۲/۹۲۰ کتاب الاستیذان)

(۲) اس کلمہ میں صرف اظہارِ محبت ہی نہیں؛ بلکہ ادائے حق محبت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ تمام آفات اور آلام سے محفوظ رکھیں۔

(۳) عرب کے طرز پر صرف زندہ رہنے کی دعا نہیں؛ بلکہ حیاتِ طیبہ کی دعاء ہے۔

(۴) سلام کرنے والا اپنی زبانِ حال سے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ یہ وعدہ بھی کرتا ہے کہ تم میرے ہاتھ اور زبان سے مامون ہو، تمہاری جان، مال اور آبرو کا میں محافظ ہوں۔

(۵) تذکیر ہے، یعنی اس لفظ کے ذریعہ اس بات کا اظہار بھی ہے کہ ہم اور تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، ایک دوسرے کو اس کے ارادہ ومشیت کے بغیر نفع، ونقصان پہنچا نہیں سکتے۔

(۶) یہ کلمہ اپنے سے چھوٹوں کے لیے شفقت، مرحمت اور پیار ومحبت کا کلمہ بھی ہے اور بڑوں کے لیے اکرام وتعظیم کا لفظ بھی۔

(۷) قرآن مجید میں یہ کلمہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور اکرام اور بشارت کے استعمال ہوا ہے اور اس میں عنایت اور محبت کا رس بھرا ہوا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے، سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ، سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِيمَ، سَلَامٌ عَلٰی مُوسٰی وَهَارُونَ، سَلَامٌ عَلٰی اِلْيَاسِينَ، سَلَامٌ عَی الْمُرْسَلِينَ، سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰی.

(۸) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی اسی طرح سلام عرض کیا جاتا ہے۔

(۹) تمام ایمان والوں کو نماز میں بھی اس لفظ سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُرود بھیجنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(۱۰) آخرت میں مؤمنین کے جنت میں داخلہ کے وقت کہا جائے گا ”اُدْخُلُوها بسلامٍ، سلامٌ عَلَيكُمْ بما صَبَرْتُم، فَنِعْمَ عُقبى الدارِ“ (مستفاد از معارف القرآن ۵۰۱/۲، معارف الحدیث ۱۴۹/۶)

سلام کی اہمیت وفضیلت:

سلام، اسلام کا شعار، سلام جنتیوں کا سلام، اللہ سے قریب کرنے والا، محبتوں کو پیدا کرنے والا، نفرتوں، کدورتوں اور عداوتوں کو مٹانے والا ہے، باہمی تعلق واعتماد کا وسیلہ اور فریقین کے لیے موجبِ طمانیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو باہم سلام کا رواج دینے اور عام کرنے کی بڑی تاکید فرمائی کہ اسلامی دنیا کی فضاء اس کی لہروں سے معمور رہے اور اس کو افضل

الاعمال قرار دیا اور اس کے فضائل و برکات اور اجر وثواب کو بیان فرمایا ہے۔

اسلامی سلام کی سنت حضرت آدم علیہ السلام سے چلی آرہی ہے؛ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا: اے آدم! فرشتوں کی اس جماعت کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کرو، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام گئے اور فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم فرمایا، فرشتوں نے جواب میں عرض کیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم یہ سلام تمہاری اور تمہاری اولاد کا تحیہ ہے۔ (بخاری کتاب الاستئذان ۲/ ۹۱۹)

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتے؛ جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا؛ جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، میں تم کو ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرلو تو تمہارے آپس میں محبت قائم ہوجائے گی، وہ یہ کہ آپس میں سلام کو عام کرو، یعنی ہر مسلمان کے لیے خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو سلام کرو۔ (مسلم کتاب الایمان ۱/ ۵۴)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگو! خداوند رحمٰن کی عبادت کرو اور بندگانِ خدا کو کھانا کھلاؤ (محتاج اور مسکین بندوں کو بطور صدقہ کے اور دوستوں عزیزوں اور اللہ کے نیک بندوں کو بطور ہدیہ، اخلاص اور محبت کے کھانا کھلایا جائے، جو لوگوں کو جوڑنے اور باہم محبت والفت پیدا کرنے کا بہترین وسیلہ ہے) اور سلام کو پھیلاؤ تو تم پوری سلامتی کے ساتھ جنت میں پہنچ جاؤ گے (ترمذی، باب الاستئذان ۲/ ۹۸، ابوداؤد، ابواب السلام ۲/ ۷۰۶)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا:

اے بیٹے جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کیا کرو، یہ سلام تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا سبب ہوگا۔ (ترمذی ۲/ ۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے بندوں کو کھانا کھلانا اور جانا پہچانا اور انجان ہر ایک کو سلام کرنا، سب سے افضل عمل ہے (بخاری ۲/ ۹۲۱)۔

رسول اللہ ﷺ نے سلام کو مسلم معاشرہ میں عام کرنے کی انتہائی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے،

پھر کچھ دیر بعد دیوار، درخت یا پتھر درمیان میں حائل ہو جائے تو پھر دوبارہ سلام کرے، یعنی جتنی بار ملاقات ہو اتنی بار سلام کرتا رہے۔ (ابوداؤد ۲/ ۷۰۷)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ: ۴۰۰)

رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کا حضرات صحابہ کرامؓ پر غیر معمولی اثر ہوا اور ان حضرات نے سلام کو اپنی عملی زندگی کا ایک جزء لاینفک بنالیا، اس کا اندازہ ہم مندرجہ ذیل واقعہ سے لگا سکتے ہیں، حضرت طفیل بن ابی بن کعبؒ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمرؓ مجھے لے کر اکثر بازار جایا کرتے تھے، بازار میں تاجر، خریدار، مسکین، گری پڑی چیز اٹھانے والا، غرض ہر کسی کو جس سے ملاقات ہوتی سلام کرتے، ایک دن میں نے عرض کیا، حضرت بازار میں آپ نہ خرید وفروخت کرتے ہیں، نہ بازار میں آپ کسی مجلس میں شریک ہوتے ہیں، لہٰذا بازار جانے کے بجائے، آپ یہاں تشریف رکھیں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کریں ہم سنیں گے، تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: اے بطین (پیٹ والے) ہم بازار صرف مسلمانوں کو سلام کرنے کے لیے جاتے ہیں (کہ بازار میں لوگ ضروریات کی وجہ سے زیادہ رہتے ہیں اور ہم زیادہ مسلمانوں سے ملاقات کریں گے، انھیں سلام کریں گے اور زیادہ ثواب حاصل کریں گے۔ (مشکوٰۃ: ۴۰۰)

سلام کا اجر وثواب:

سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے، واجب کا ثواب سنت سے زیادہ ہوتا ہے، لیکن سلام کرنے کی سنت کا ثواب جواب دینے کے واجب سے زیادہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ۸/ ۴۲۱ باب السلام)

جب کسی مسلمان کو سلام کیا جائے تو اس کے ذمہ جواب دینا تو واجب ہے، اگر بغیر کسی عذر شرعی کے جواب نہ دے تو گنہگار ہوگا؛ البتہ جواب دینے میں دو باتوں کا اختیار ہے، ایک یہ کہ جن الفاظ میں سلام کیا گیا ہے ان سے بہتر الفاظ میں جواب دیا جائے، دوسرے یہ کہ بعینہٖ انھیں الفاظ سے جواب دے دیا جائے۔ (معارف القرآن ۲/ ۵۰۴)

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور السلام علیکم کہا، آپ علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا، اور وہ شخص بیٹھ گئے، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دس نیکیاں، کچھ دیر بعد ایک دوسرے آدمی حاضر خدمت ہوئے اور السلام علیکم ورحمۃ

اللہ کہا، آپ علیہ السلام نے جواب دیا اور وہ آدمی بیٹھ گئے اور آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بیس نیکیاں، کچھ دیر بعد ایک تیسرے شخص حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تیس نیکیاں۔ (ترمذی ۹۸/۲، ابوداؤد ۷۰۶/۲)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مکمل سلام کرنے کے بعد تیس اور ہر ایک کلمہ پر دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

سلام کے آداب:

(۱) سلام کرنے میں پہل کرے؛ اس لیے کہ سلام میں پہل کرنے سے عاجزی وتواضع پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو بندوں سے تواضع نہایت محبوب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے قرب اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرنے والا ہو۔ (ترمذی ۹۹/۲، ابوداؤد ۷۰۶/۲)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سلام میں پہل کرنے والا کبر ونخوت سے بری ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ: ۴۰۰)

(۲) سلام کرنے والا اور سلام کا جواب دینے والا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' صیغۂ جمع استعمال کریں، اگرچہ مخاطب اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔ (الاذکار النوویۃ: ۱۹۴)

(۳) سلام اتنی بلند آواز سے کرے کہ سلام کیے جانے والے کو بآسانی آواز پہنچ جائے ورنہ جواب کا مستحق نہ ہوگا، نیز جواب دینے والا بھی اسی طرح بلند آواز سے جواب دے ورنہ جواب ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ (الاذکار النوویۃ: ۱۹۵)

(۴) جب کوئی سلام کرے تو بہتر طریقہ پر جواب دینا، کم از کم ویسے ہی الفاظ سے جواب دینا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب تمھیں سلام کیا جائے تو تم سلام سے بہتر الفاظ سے جواب دو، یا اسی کے مثل جواب دو۔ (النساء: ۸۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس آیت کی تشریح اس طرح فرمائی کہ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا ''السلام علیك یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' آپ نے جواب میں ایک کلمہ بڑھا کر فرمایا کہ ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' پھر ایک صاحب آئے انھوں نے سلام میں یہ الفاظ کہے ''السلام علیك یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ

اللّٰه“ آپ نے جواب میں ایک اور کلمہ بڑھا کر فرمایا وعلیکم السلام ورحمة اللّٰه وبرکاته“ پھر ایک اور صاحب آئے انھوں نے اپنے سلام ہی میں تینوں کلمے بڑھا کر کہا ”السلام علیك یا رسول اللّٰه ﷺ ورحمة اللّٰه وبرکاته“ آپ نے جواب میں صرف ایک کلمہ ”وعلیك“ ارشاد فرمایا: ان کے دل میں شکایت پیدا ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، پہلے جو حضرات آئے آپ نے ان کے جواب میں دعاء کے کئی کلمات ارشاد فرمائے اور میں نے ان سب الفاظ سے سلام کیا تو آپ نے ”وعلیك“ پر اکتفاء فرمایا، آپ نے فرمایا کہ تم نے ہمارے لیے کوئی کلمہ چھوڑا ہی نہیں کہ ہم جواب میں اضافہ کرتے، تم نے سارے کلمات اپنے سلام ہی میں جمع کردیے، اس لیے ہم نے تمہارے سلام کا جواب قرآنی تعلیم کے مطابق جواب بالمثل دینے پر اکتفاء کرلیا، اس روایت کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مختلف اسانید کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (معارف القرآن ۲/۵۰۳)

(۵) عزیز، دوست، چھوٹے، بڑے، جانے پہچانے اور انجانے سب کو سلام کرے۔ (بخاری ۲/۹۲۱)

(۶) چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے۔ (بخاری ۲/۹۲۱)

(۷) سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔ (بخاری ۲/۹۲۱)

(۸) پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے۔ (بخاری ۲/۹۲۱)

(۹) چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ (بخاری ۲/۹۲۱)

(۱۰) اپنے محارم کو سلام کرے۔ (ترمذی ۲/۹۹)

(۱۱) جب گھر یا مسجد میں داخل ہو، وہاں اس کے علاوہ کوئی نہ ہو تو ان الفاظ سے سلام کرے، السلامُ علینا وعلی عبادِ اللّٰه الصالحین (ہندیہ ۵/۳۲۶)

(۱۲) اگر کوئی غائب شخص سلام پہنچائے تو اس طرح جواب دے، وعلیك وعلیه السلام ورحمة اللّٰه وبرکاته (ترمذی ۲/۹۹)

(۱۳) اگر ایک شخص ایک جماعت کو سلام کرے تو جماعت میں سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے، تمام حاضرین کا جواب دینا افضل ہے۔ (ابوداؤد ۲/ ۷۰۸)

(۱۴) اگر سلام کرنے والی ایک جماعت ہو تو صرف ایک آدمی کا سلام کرنا کافی ہے؛ البتہ تمام کا سلام کرنا افضل ہے۔ (الاذکار النوویۃ: ۱۹۶)

(۱۵) اگر مسلم اور غیر مسلم کا مخلوط مجمع ہو تو مسلمان کی نیت سے سلام کرے۔(بخاری ۲/۹۲۴)

(۱۶) جب کسی کی ملاقات سے فارغ ہو کر رخصت ہونے لگے تو سلام وداع کرے، یہ بھی سنت ہے۔(ترمذی ۲/۱۰۰)

(۱۷) جب کسی کے پاس کوئی تحریر لکھے تو السلام علیکم سے کلام کا آغاز کرے۔(بخاری ۲/۹۲۶)

(۱۸) اگر مسلمان دوہو یا بہرا ہو تو ہاتھ سے اشارہ بھی کرے اور زبان سے لفظ سلام بھی کہے، صرف اشارہ پر اکتفاء نہ کرے۔(الاذکار النوویۃ:۱۹۶)

(۱۹) سلام یا جوابِ سلام میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر مزید کلمات کا اضافہ کرنا خلافِ سنت ہے۔(معارف القرآن ۲/۵۰۴)

(۲۰) اگر کسی غیر مسلم کے پاس خط لکھے تو ''السلام علی من اتبع الھدی'' تحریر کرے۔(بخاری ۲/۹۲۴)

کن لوگوں کو سلام کرنا مکروہ ہے؟

(۱) بے ایمان کو سلام کرنا مکروہ تحریمی ہے، اگر وہ ابتداءً سلام کرے تو ''علیک'' پر اکتفاء کرے۔(مرقات ۸/۴۲۰)

(۲) زندیق کو سلام کرنا (شامی ۲/۳۷۷، مفسدات الصلوٰۃ)

(۳) جو شخص برسرِ عام گناہ اور فسق میں مبتلا ہو اس شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے۔(بخاری ۲/۹۲۵)

(۴) جوان اجنبی عورتوں اور اجنبی مردوں کو سلام کرنا مکروہ ہے، اگر اجنبی نہایت بوڑھا یا بوڑھی ہو تو سلام کرنا جائز ہے۔(ہندیہ ۵/۳۲۶)

(۵) بدعتی کو سلام کرنا۔(مرقات ۸/۴۲۰)

نوٹ: بے ایمان کو کسی ضرورت کی وجہ سے سلام کرنا یعنی معاشرتی الفاظ استعمال کرنا مثلاً صبح بخیر، آداب وغیرہ جائز ہے، مذہبی الفاظ ''نمستے'' کہنا جائز نہیں۔ (الاذکار النوویۃ:۲۰۲، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۵۶)

مندرجہ ذیل مواقع میں سلام نہ کرے:

(۱) نماز پڑھنے والے (۲) تلاوت کرنے والے (۳) دینی باتوں (حدیث، فقہ وغیرہ) کے بیان کرنے والے (۴) ذکر کرنے والے (۵) اذان دینے والے (۶) اقامت کہنے والے (۷) جمعہ اور عیدین وغیرہ خطبات دینے والوں کو دینی امور میں مصروف ہونے کی وجہ سے سلام کرنا مکروہ ہے۔

(۸) اذان، اقامت اور خطبات کے دوران سلام کرنا مکروہ ہے، اگر کوئی ان مواقع میں سلام کرے تو جواب کا مستحق نہیں۔ (شامی ۲/۳۷۵)

(۹) کھانے والے کو سلام کرنا۔

(۱۰) قضاء حاجت میں مشغول آدمی کو سلام کرنا۔

(۱۱) جماع میں مشغول آدمی کو سلام کرنا۔

(۱۲) جس آدمی کا ستر کھلا ہوا ہو اس کو سلام کرنا بھی مکروہ ہے؛ اس لیے کہ موجودہ صورت حال میں جواب دینے کی حالت میں نہیں ہیں۔ (شامی ۲/۳۷۵)

مندرجہ بالا صورتوں میں سلام کا جواب دینا واجب نہیں؛ البتہ بعض صورتوں میں عمل موقوف کرکے جواب دے سکتا ہے، بعض صورتوں میں جواب کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔

❁ ❁ ❁